جناب احسان دانش

حضرتِ اقبالؒ

کیا کہوں وہ مردِ حُر دنیا کو کیا کیا دے گیا
جستجو آنکھوں کو دی، دل کو تمنا دے گیا

نعرۂ تشنہ لباں میں صورتِ ابرِ کرم
کرب سے گھبرائے لوگوں کو دلاسا دے گیا

اس کی خدماتِ ادب کی داد کیا دیں گے حریف
جو ادارے دے نہیں سکتے، وہ تنہا دے گیا

اس جہاں میں چند روزہ زندگی کے باوجود
اپنے ناسازوں کو اعجازِ مسیحا دے گیا

جن کو دن میں بھی نظر آتی نہ تھی راہِ فلاح
کور چشموں کو وہ نورِ چشمِ بینا دے گیا

بے پروبالی کو بخشا ذوقِ پروازِ بلند
کشتیوں کو بادبانوں کا سہارا دے گیا

اس سے بڑھ کر اور کیا دیتا قلندر کا قلم
مضمحل روحوں کو زخموں کا مداوا دے گیا

وہ مسافر تھا امیرِ کارواں کا رتبہ داں
رہروؤں کو اپنا اسلوبِ تمنا دے گیا

اپنا اپنا ہے جدا پیمانۂ فکر و عمل
وہ تو اک آئینۂ امروز و فردا دے گیا